نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے بھیجے گئے خطوط کا بادشاہوں پر اثرات: ایک علمی و تحقیقی جائزہ

The Impact of the Letters Sent by Prophet Muhammad (Peace Be Upon Him) on the Kings: An Academic Review

Sibghatullah
MPhil Scholar, Islamic Studies, University of Malakand
Email: sibghatbjr@gmail.com
Dr Badshah Rehman (Corresponding Author)
Associate Professor, University of Malakand
Muhammad Zia Saqib Khan
MPhil Scholar, Islamic Studies, University of Malakand
Email: zia.edu2025@gmail.com

Abstract
This research paper studies the letters sent by the Prophet Muhammad ﷺ to different kings and rulers, inviting them to accept Islam. These letters were written after the Treaty of Hudaybiyyah, a time when the Islamic state in Madinah had become politically stable. This stability allowed the Prophet ﷺ to take his message beyond Arabia and communicate with the major powers of the world.

The letters were sent to well-known rulers of that era, including the Byzantine Emperor Heraclius, the Persian ruler Khosrow Parvez, the Negus of Abyssinia, the Muqawqis of Egypt, and the ruler of Bahrain.

The paper examines the historical background, content, style, and diplomatic manners of these letters. It also discusses how the rulers responded: Heraclius recognized the truth, the Negus accepted Islam, Muqawqis replied with respect, while Khosrow Parvez rejected the message with arrogance. The outcomes of these responses are also explained.

The study shows that these letters were not only invitations to faith but also important diplomatic documents. They reflect the Prophet's wisdom, foresight, and concern for peace and justice. Through these letters, the foundations of Islamic diplomacy, international relations, and dialogue between different cultures were laid.

The paper concludes that the Prophet's letters are among the earliest and strongest examples of universal invitation, peaceful diplomacy, and ethical international communication in Islam. Their influence continued to shape Islamic expansion, global relations, and understanding between different faiths for centuries.

Keywords: Prophet Muhammad (ﷺ), Letters to Rulers, Islamic Diplomacy, Da'wah (Invitation), International Relations, Treaty of Hudaybiyyah, Historical Analysis, Ethical Communication

یہ مقالہ نبی اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کے اُن تاریخی خطوط کا علمی و تحقیقی جائزہ پیش کرتا ہے جو کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے مختلف بادشاہوں اور فرمانرواوں کو دعوت اسلام کے لیے ارسال فرمائے۔ ان خطوط کا پس منظر صلح حدیبیہ کے بعد کا دور ہے جب اسلامی ریاست کو استحکام حاصل ہوا اور بین الاقوامی سطح پر دعوتِ اسلام کی راہیں کھلیں۔ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے نہ صرف عرب بلکہ روم، فارس، حبشہ، مصر اور بحرین کے حکمرانوں تک اسلام کا پیغام پہنچایا۔

اس تحقیقی مطالعہ میں خطوط کے تاریخی مصادر، ان کے الفاظ، اسلوب، اور سفارتی آداب کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی مختلف بادشاہوں کے ردِ عمل اور ان خطوط کے اثرات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہرقل روم کا اعترافِ صدق، نجاشی کا اسلام قبول کرنا، مقوقس کا احترام و نرم رویہ، اور خسرو پرویز کا تکبر و انکار ان خطوط کے مختلف نتائج کو ظاہر کرتے ہیں۔

تحقیق سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے خطوط نہ صرف مذہبی دعوت کے حامل تھے بلکہ وہ عالمی تعلقات، سیاسی حکمت، اور عالمی امن کے اصولوں پر مبنی ایک منظم سفارتی اقدام بھی تھے۔ ان خطوط کے اثرات نے بعد کے اسلامی فتوحات، بین الاقوامی سفارتکاری اور اسلامی دعوت کے فروغ پر گہرے اثرات مرتب کیے۔

یہ مطالعہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے خطوط عالمگیر دعوت، بین المذاہب مکالمہ، اور اسلامی سفارت کے بنیادی نمونے فراہم کرتے ہیں جو آج کے عالمی تعلقات کے لیے بھی رہنمائی کا سرچشمہ ہیں۔

انسانی تاریخ میں تحریر کا عمل قدیم ترین ابلاغی ذرائع میں شمار ہوتا ہے۔ مکتوبات و خطوط کا سلسلہ ہزاروں سال پر محیط ہے، جن کے ذریعے افراد، اقوام اور حکمران آپس میں حالات، فیصلے اور دعوت و اصلاح کے پیغامات کا تبادلہ کرتے رہے ہیں۔ قرآن کریم میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا بلقیس، ملکہ سبا، کو ارسال کردہ خط اس کی ایک روشن مثال ہے۔ بعد از بعثتِ محمدی علیہ الصلوۃ والسلام یہ سنت نبوی علیہ الصلوۃ والسلام کا ایک مبارک پہلو بن گئی۔ رسول اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کی رسالت عالمگیر تھی، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

"وما أرسلناك إلا رحمةً للعالمين"[1]

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے:

"قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ"[2]

رسولِ اکرم ﷺ نے اسلام کا پیغام عرب و عجم، یہود و نصاریٰ، مشرکین و مجوس اور دیگر اقوام تک پہنچانے کے لیے خطوط تحریر کروائے۔ ان خطوط میں دعوتِ اسلام، عقائد کی اصلاح، توحید کی ترویج اور رسالتِ محمدی ﷺ کی وضاحت شامل تھی۔

کتبِ سیرت کے مطالعہ سے مکتوباتِ نبوی ﷺ کے حوالے سے واضح ہوتا ہے کہ صلحِ حدیبیہ کے بعد، ماہِ ذی الحجہ 6ھ میں آپ ﷺ نے بادشاہوں اور حکمرانوں کو دعوتی خطوط بھیجنے کا ارادہ فرمایا۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کرتے ہوئے فرمایا:

"اے لوگو! میں تمام عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں، تمام دنیا کو یہ پیغام پہنچاؤ، اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔ حضرت عیسیٰؑ کے حواریین کی طرح اختلاف نہ کرو کہ اگر قریب جانے کو کہا تو راضی ہو گئے اور اگر دور جانے کا حکم دیا تو زمین پر بوجھل ہو کر بیٹھ گئے۔"

صحابہ کرامؓ، جو اطاعت اور جانفشانی کے لیے ہمیشہ تیار رہتے تھے اور جنہوں نے اپنے خلوص، تعمیلِ ارشاد اور وفا شعاری میں اعلیٰ درجات حاصل کیے تھے، نے اس خدمت کو اپنی سعادت سمجھا اور دل و جان سے تعمیلِ ارشاد کے لیے تیار ہو گئے۔ تاہم خدمت اقدس میں انہوں نے ایک مشورہ بھی پیش کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! جس خطوط پر مہر نہ ہو، سلاطین اسے قابلِ اعتماد نہیں سمجھتے اور اکثر ایسے خطوط کو پڑھنے تک نہیں بیٹھتے۔

رسولِ اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے مشورے سے ایک مہر تیار کروائی۔ اس مہر کا حلقہ چاندی کا تھا اور نگینہ بھی چاندی کا ہی تھا، مگر یہ صنعت حبشہ کی تھی۔ مہر پر کندہ لکھا ہوا تھا **"محمد رسول اللہ"**، جس کی ترتیب اس طرح تھی: سب سے نیچے لفظ **محمد**، سب سے اوپر لفظ **اللہ** اور درمیان میں لفظ **رسول**۔[3]

"جیسا کہ طبقات ابن سعد میں ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد آپ (علیہ الصلوۃ والسلام) نے دنیا کے چھ مشہور حکمرانوں کے نام تبلیغی خطوط روانہ فرمائے اور ان پر اپنی مہر بطورِ دستخط ثبت فرمائی"۔[4]

"قیصر و کسریٰ وغیرہ کے نام خطوط کا ذکر "صحیح بخاری" میں بھی موجود ہے اور خط پر مہر لگانے کیلئے چاندی کی انگوٹھی تیار کرنے کا ذکر بھی موجود ہے"۔[5]

رسولِ اکرم ﷺ نے مخصوص مہر کے ساتھ سلاطین اور امراء کے نام خطوط بھیجے، جن میں نہ صرف انہیں دینِ اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی بلکہ یہ بھی واضح فرمایا گیا کہ رعایا کی ہدایت و گمراہی کی ذمہ داری حکمران پر عائد ہوتی ہے۔ واقدی کے مطابق یہ خطوط صلحِ حدیبیہ کے بعد، یعنی 6ھ کے آخر ماہ ذوالحجہ میں روانہ کیے گئے، جبکہ بعض مورخین کے نزدیک یہ خطوط 7ھ میں بھیجے گئے۔ ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے 6ھ کے آخر میں سلاطین عالم کے نام خطوط بھیجنے کا ارادہ فرمایا ہو اور عملی طور پر انہیں 7ھ میں روانہ کیا گیا ہو۔[6]

[7] "بہر حال حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ سے پہلے یہ خطوط روانہ کئے گئے"

مکتوبات نبوی (علیہ الصلوۃ والسلام) میں جن لوگوں کو مخاطب کیا گیا ہے، ان میں چار مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں:

(1) مشرکین عرب، (2) عیسائی، (3) یہودی اور (4) زرتشی (مجوسی)

رسولِ اکرم ﷺ نے ہرقل اور مقوقس کو جو خطوط ارسال فرمائے، ان میں آپ ﷺ نے اپنے نام کے ساتھ **"عبداللہ "** (خدا کا بندہ) کا لفظ شامل کیا، تاکہ نہایت نرمی اور حکمت کے ساتھ یہ باور کرایا جاسکے کہ انبیاء و مرسلین خدا کی اولاد نہیں بلکہ مخلوق ہیں۔ فارس کے شاہ خسرو پرویز کو بھیجے گئے نامہ مبارک میں خاص طور پر عقیدۂ توحید پر زور دیا گیا، کیونکہ فارس میں اس وقت دو خداؤں کے عقیدہ کا رواج تھا، اور ساتھ ہی یہ واضح کیا گیا کہ اسلام ایک عالمی مذہب ہے اور تمام اقوام کے لیے بھیجا گیا۔ یہود کو بھیجے گئے خطوط میں تورات کے حوالے دے کر اپنی نبوت کا ثبوت پیش کیا گیا، جبکہ مشرکینِ عرب کو توحیدِ خدا کی تعلیم دی گئی اور غیر خدا کی عبادت سے باز رہنے کی ہدایت کی گئی۔

قیصر روم، جو مذہباً عیسائی تھا، نے آپ ﷺ کے دعوتی خط موصول ہونے کے بعد آپ کی نبوت و رسالت کو تسلیم کیا، لیکن اسلام قبول نہ کیا۔ اسی طرح مصر کے عزیز مقوقس، جو نصرانی تھا، نے بھی آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کا اعتراف کیا، مگر حلقۂ اسلام میں شامل نہ ہوا۔ اس کے برعکس، نجاشی، شاہِ حبشہ، جو عیسائی تھے، نے اسلام قبول کر کے دینِ حق کو قبول کر لیا۔

رسولِ اکرم ﷺ نے جو خطوط ہمسایہ ممالک کے حکمرانوں اور عرب کے قبائلی سرداروں کے نام تحریر فرمائے، ان کا مطالعہ ہمیں یہ واضح کرتا ہے کہ آپ ﷺ نے دنیا میں کس نوعیت کا ذہنی، فکری اور عملی انقلاب برپا کیا اور انسانیت کے لیے کون سے سنہرے اصول وضع فرمائے۔ یہ خطوط بتاتے ہیں کہ آپ ﷺ نے تمدن اور معاشرت کو کن راہوں پر ڈالا اور انسانیت کے فطری تقاضوں کو کس حد تک پورا کیا۔

تاریخ و شخصیت کے مطالعہ میں کسی فرد کے خطوط ایک بہترین ذریعہ سمجھے گئے ہیں، کیونکہ ان کے ذریعے مکتوب نگار کی سیرت، شخصیت، روزمرہ کے حالات و واقعات، معاشرتی و سیاسی تغیرات اور اس زمانے کے تاریخی و سماجی عوامل بخوبی معلوم ہو جاتے ہیں۔ درحقیقت، کسی شخص کے انفرادی اور اجتماعی حالات جاننے کا یہ سب سے موثر ذریعہ ہوتا ہے۔ ایک مفکر نے بھی کہا ہے کہ "خطوط انسانی زندگی کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔"

رسولِ اکرم ﷺ نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے بادشاہوں، عرب کے قبائلی سرداروں اور گورنروں کو جو خطوط لکھے، وہ کتبِ حدیث میں محفوظ ہیں اور آج بھی اسلامی تاریخ اور شخصیت شناسی کے لیے قیمتی ماخذ سمجھے جاتے ہیں۔

مکتوبات (خطوط) نبوی (علیہ الصلوۃ والسلام) کی تحقیق:

مکتوبات کی تعداد 300 کے قریب ہے، ان میں سے 139 خطوط ایسے ہیں جن کا اصل متن محفوظ ہے اور 86 خطوط وہ ہیں جن کا صرف مفہوم کتب میں ذکر کیا گیا ہے۔[8]

رسولِ اکرم ﷺ کے مکاتیب کو سب سے پہلے حضرت عمرو بن حزم انصاریؓ نے منظم انداز میں ترتیب دیا۔ انہوں نے حضور ﷺ کے بھیجے گئے اکیس (21) مبارک خطوط کو جمع کر کے محفوظ کیا، جو بعد میں سیرت اور تاریخِ اسلام میں ایک قیمتی اثاثے کے طور پر شمار ہوئے۔ اس کے علاوہ، ابن طولون نے اپنی کتاب **"مفاہہ الخلان فی حوادث الزمان"** میں بھی ان مکاتیب کے بارے میں تفصیل سے نوٹ پیش کیا ہے، جس سے ان خطوط کی اہمیت اور تاریخی پس منظر واضح ہوتا ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہؒ نے **"الوثائق السیاسیہ"** کے عنوان سے اس موضوع پر نہایت جامع اور معیاری تحقیق پیش کی ہے، جس کا اردو ترجمہ **"رسولِ اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی"** کے نام سے دستیاب ہے۔ تاہم اردو زبان میں اس میدان میں سب سے زیادہ وقیع اور قابلِ قدر علمی خدمت مولانا سید محبوب رضویؒ نے انجام دی ہے۔ انہوں نے اپنی تصنیف **"مکتوباتِ نبوی ﷺ"** میں آقائے نامدار ﷺ کے قریباً تین سو مکاتیب کو یکجا کیا اور ان پر نہایت گہرا اور مستند تحقیقی کام پیش کیا، جو اس موضوع پر ایک اہم علمی ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے

اس کے علاوہ مولانا حفظ الرحمن نے اپنی تصنیف **"بلاغِ مبین"** میں رسولِ اکرم ﷺ کے مکاتیب کو یکجا کیا ہے، جبکہ صاحبزادہ عبد المنعم خان نے **"رسالاتِ محمدیہ"** میں مکتوباتِ نبوی ﷺ کی بڑی تعداد جمع کر دی ہے۔ مزید یہ کہ گزشتہ دو صدیوں کے دوران حضور ﷺ کے چھ (6) مبارک خطوط اپنی اصل اور مستند حالت میں

دستیاب ہوئے ہیں۔ یہ مکاتیب نجاشی، شاہِ حبشہ؛ منذر بن ساوی، گورنر بحرین؛ قیصر روم ہرقل؛ شاہِ مصر و اسکندریہ مقوقس؛ شہنشاہِ ایران خسرو پرویز کسریٰ؛ اور شاہِ عمان، جیفر و عبدان کے نام ارسال کیے گئے تھے۔[9]

اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کا سب سے بہتر اور مؤثر طریقہ وہی ہے جو آپ (علیہ الصلوۃ والسلام) نے اختیار فرمایا، مکتوبات نبوی (علیہ الصلوۃ والسلام) میں اسی طریقہ کو پیش کیا گیا ہے، آپ (علیہ الصلوۃ والسلام) کے ان خطوط سے جو بات نمایاں طور پر سمجھ میں آتی ہے، وہ یہی ہے کہ اسلام کو غیر مسلموں کے سامنے کس انداز سے پیش کرنا چاہیے؟ اور مسلمانوں کو غیر مسلموں سے تعلقات و معاملات میں کن امور کا لحاظ رکھنا چاہیے؟ ان خطوط میں تبلیغی جذبے کی آبیاری کا سامان بھی ہے اور تزکیۂ باطن و اصلاح نفس کے لئے رہنمائی بھی۔ اصول دین کی تبلیغ بھی ہے اور اسلام کے احکام و مصالح اور تشریعی مسائل کا ذکر بھی۔ آپ (علیہ الصلوۃ والسلام) نے شاہانِ عالم کے نام جو خطوط ارسال فرمائے ہیں، یہ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ آپ کی نبوت و رسالت فقط جزیرۂ عرب کے "اُمّیّین" کے ساتھ مخصوص نہیں تھی، بلکہ آپ (علیہ الصلوۃ والسلام) کی رسالت عرب و عجم، جن و انس، یہود و نصاریٰ، مشرکین، مجوس اور پوری دنیا کے انسانوں کے لئے یکساں ہے۔

مکتوبات و معاہدات نبوی (علیہ الصلوۃ والسلام) کی مختصراً و اجمالی تفصیلات درج ذیل ہیں:

(1) نامہ مبارک بنام نجاشی، شاہ حبشہ:

نجاشی کے نام تین مکاتیبِ نبوی (علیہ الصلوۃ والسلام) اس وقت سیرت کی کتب میں موجود ہیں البتہ معروف دوسرا مکتوبِ نبوی ہے جس کے ملنے پر شاہ نجاشی نے اسلام قبول کر لیا تھا۔[10]

ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں: "11 مئی 1939ء کو جب میں نے آکسفورڈ میں ابتدائے سن ہجری کے چند عربی مکتوبات مدینہ پر لیکچر دیا تو پروفیسر مارگویتھ نے جلسے میں بیان کیا کہ ایک مکتوب نبوی جو نجاشی حبشہ کے نام بھیجا گیا تھا، دستیاب ہو گیا ہے اور اسکارٹ لینڈ کے ایک شخص کے پاس ہے۔ جلسے کے بعد میں نے پروفیسر کے توسط سے اس شخص کو ایک خط بھیجا۔ کئی ماہ بعد مجھے اس کا جواب حیدر آباد میں ملا۔ خط نویسندہ مسٹر ڈنلاپ کا سیام ان دنوں شام میں تھا۔ جواب میں مکتوب مبارک کی ایک نقل جو ہاتھ سے کی گئی تھی، منسلک تھی اور وعدہ کیا گیا تھا کہ اسکارٹ لینڈ واپسی پر مجھے فوٹو بھی دیا جائے گا نیز اس مکتوب پر ایک مضمون بہت جلد لندن کے رسالہ جے آر ای ایس میں بھی چھپے گا (بعد میں یہ مضمون مذکورہ رسالہ کے جنوری 1940ء کے شمارہ میں چھپا اور اس مذکورہ مکتوب کا فوٹو بھی شائع ہوا ہے)"۔[11]

یہ خط ایک جھلی پر لکھا ہوا ہے جو ساڑھے تیرہ انچ لمبی اور نو انچ چوڑی ہے اس میں حروف کی شکل گول اور جلی ہے اس لئے آسانی سے پڑھا جا سکتا ہے- یہ بھورے رنگ کی سیاہی سے لکھا ہوا ہے اور خط کی 17 سطریں ہیں- آخر میں ایک انچ قطر کی گول مہر کا نشان ہے جو فوٹو میں صاف نہیں ہے-[12]

"بسم الله الرحمن الرحيم-من محمد رسول الله الى النجاشى عظيم الحبشه سلام على من اتبع الهدى اما بعد انى احمد اليک الله الذى لا اله الا هو الملک القدوس السلام المؤمن المهيمن واشهد ان عيسى ابن مريم البتول الطيبه الحصينه فحملت بعيسى من روحه و نفخه كما خلق ادم بيده وانى اعودک الى الله وحده لا شريک له و الموالاة على طاعته وان تتبعنى وتؤمن بالذى جاءنى فانى رسول الله و انى اعودک وجنودک الى الله عزوجل وقد بلغت و نصحت فاقبلونصيحتى- والسلام على من التبع الهدى"۔

ترجمہ: "بسم اللہ الرحمن الرحیم- اللہ کے رسول محمد (علیہ الصلوۃ والسلام) کی طرف سے حبشہ کے عظیم نجاشی کی جانب، سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے- "امابعد" میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی حقیقی بادشاہ ہے- وہ تمام عیبوں سے پاک ہے، امن دینے والا اور سب کا نگہبان ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ عیسی ابن مریم (علیہا اسلام) اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں جس کو اللہ تعالی نے مریم بتول طیبہ عفیفہ کی جانب القاء کیا (کہ وہ اللہ کے نبی (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کی والدہ بنیں) پس اللہ ہی نے ان کو اپنی روح سے پیدا کیا اور اس کو (حضرت مریم (علیہا السلام) میں) پھونک دیا- جیسا کہ اس نے (حضرت آدم (علیہا السلام) کو اپنے دست قدرت سے بنایا- میں تجھے اللہ کی طرف اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی محبت کی طرف بلاتا ہوں جو ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ تو میری اتباع کرے اور اس پر یقین کرے جو اللہ کی طرف سے میرے پاس آیا ہے (یعنی قرآن) کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میں تمہیں اور تمہارے لشکر کو اللہ عزوجل کی طرف بلاتا ہوں اور میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا اور تمہیں نصیحت کر دی پس تم میری نصیحت قبول کرو اور سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے"۔

خط کا نجاشی پر اثر:

دل پر اثر اور قبولِ اسلام:

نجاشی پر خط پڑھ کر رقت طاری ہو گئی اور اُس نے کہا: "یہ اور وہ جو عیسیٰ لائے، ایک ہی چراغ سے نکلے ہیں"۔ اس کے بعد جب حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے سورہ مریم کی تلاوت کی، تو نجاشی کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ اور کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام اور محمد علیہ الصلوۃ والسلام ایک ہی رب کے نبی ہیں۔ اس نے فوراً نبی علیہ الصلوۃ

والسلام کی رسالت پر ایمان لے آیا۔ اس نے خط کے جواب میں نہایت ادب اور عقیدت سے خط لکھا، جس میں ایمان کا اظہار کیا۔

رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے صحابہ کی حفاظت:

نجاشی نے مہاجر صحابہ کو مکمل تحفظ دیا۔ قریش نے انہیں واپس لانے کے لیے سفیر بھیجے لیکن نجاشی نے انہیں رد کر دیا۔

وفات پر نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا نمازِ جنازہ غائبانہ:

نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو جب نجاشی کی وفات کی خبر ملی تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: "آج تمہارے بھائی کا انتقال ہوا ہے، چلو اس پر نماز جنازہ پڑھتے ہیں" اور مدینہ میں غائبانہ نماز جنازہ ادا فرمائی۔[13]

(2) نامہ مبارک بنام کسریٰ (شاہ فارس):

عام طور پر مؤرخین یہ بیان کرتے ہیں کہ خسرو پرویز نے رسولِ اکرم ﷺ کا ارسال کردہ مکتوب پھاڑ ڈالا تھا، لیکن اس کے بعد اس خط کے انجام کے بارے میں تاریخی مصادر خاموش نظر آتے ہیں۔ البتہ خطیب بغدادی نے یہ روایت نقل کی ہے کہ کسریٰ نے اس خط کے ٹکڑوں کو جمع کر کے قاصد، حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کے حوالے کیا تھا تاکہ وہ انہیں بطور تحفہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ اس وقت کس کو یہ اندازہ ہو سکتا تھا کہ کسریٰ کی شان و شوکت والی سلطنت عنقریب زوال کا شکار ہو جائے گی، اور جس تحریر کو بظاہر بے قدری کے ساتھ پھاڑ دیا گیا تھا، وہ وقت کے نشیب و فراز اور گردشِ ایام کے باوجود چودہ سو برس بعد بھی محفوظ حالت میں دنیا کے سامنے آجائے گی۔[14]

نامہ مبارک کا متن:

"بسم الله الرحمن الرحيم-من محمد ابن عبدالله ورسوله الى كسرى عظيم فارس سلام على من التبع الهدى و امن بالله ورسوله وشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له وان محمدا عبده ورسوله ادعوک بدعاية الله فانى انا رسول الله الى الناس كافة لا نذر من كان حيا و يحق القول على الكافرين اسلم تسلم فان ابيت فان اثم المجوس عليک"۔

"ترجمہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم- اللہ کے رسول محمد (علیہ الصلوۃ والسلام) کی طرف سے فارس کے عظیم کسری کی جانب، سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (علیہ الصلوۃ والسلام) اللہ کے بندے اور اس کے رسول

ہیں- میں تجھے اللہ کے دین کی طرف بلاتا ہوں کیونکہ میں تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول (بھیجا ہوا) ہوں تاکہ ہر زندہ انسان کو (آخرت) کا ڈر سناؤں اور کافروں پر اللہ کی بات ثابت ہو جائے- اسلام قبول کرو سلامت رہو گے- پھر اگر تو نے انکار کیا تو تمام مجوسیوں (کے اسلام قبول نہ کرنے) کا گناہ بھی تجھ پر ہو گا"۔

تاہم اس نامۂ مبارک کے بارے میں ایک مستند تحقیقی شہادت بھی سامنے آتی ہے۔ اس کے مطابق مئی 1963ء کے اوائل میں دنیا بھر کے نمایاں اخبارات نے بیروت سے یہ خبر شائع کی کہ وہاں کے سابق وزیرِ خارجہ ہنری فرعون کے خاندانی و موروثی ذخیرے میں کسریٰ کے نام رسولِ اکرم ﷺ کا اصل مکتوب دریافت ہوا ہے۔ چونکہ اس تاریخی دریافت کا سہرا ڈاکٹر صلاح الدین المنجد کے سر تھا، اس لیے انہوں نے 22 مئی 1963ء کو بیروت کے روزنامہ "**الحیاۃ**" میں اس نامۂ مبارک کی تصویر ایک مفصل تحقیقی مضمون کے ساتھ شائع کی، جس کے بعد یہ دستاویز علمی دنیا میں بھرپور توجہ کا مرکز بن گئی۔

ڈاکٹر حمید اللہؒ نے اپنی کتاب میں اس خط کے بارے میں چند اہم حوالہ جات نقل کیے ہیں۔ ان کے مطابق ہنری فرعون کے والد نے پہلی عالمی جنگ کے اختتام پر یہ دستاویز دمشق سے ڈیڑھ سو اشرفیوں کے عوض خریدی تھی۔ اس وقت یا تو انہیں خود اس کی اصل اہمیت کا اندازہ نہیں تھا، یا انہوں نے اپنے گھر والوں کو اس بارے میں آگاہ نہیں کیا۔ چنانچہ ہنری فرعون بھی 1962ء تک اس حقیقت سے ناواقف رہا کہ یہ رسولِ اکرم ﷺ کا مکتوب ہے۔ بالآخر نومبر 1962ء کے اواخر میں اس نے یہ دستاویز صلاح الدین المنجد کے حوالے کی تاکہ وہ اسے پڑھنے اور جانچنے کی کوشش کریں، اور اسی مرحلے پر یہ تاریخی خط عوام کے علم میں آیا۔-[15]

ڈاکٹر صلاح الدین المنجد نے اس خط کے بارے میں بتایا:

یہ ایک رق جھلی ہے جس کا رنگ مرورِ زمانہ کی وجہ سے تبدیل ہو گیا ہے اور کانچ کے ایک فریم میں بند ہے-

(1) جھلی پرانی اور نرم ہے، گہری خاکی رنگ کی ہے، اس کے کنارے کالے پڑ گئے ہیں-

(2) یہ 38 سینٹی میٹر لمبی اور ساڑھے اکیس سنٹی میٹر چوڑی ہے۔

(۳) یہ جھلی مستطیل سی ہے مگر چوڑائی یکساں نہیں ہے، اوپر زیادہ چوڑی ہے اور نیچے کم۔

(۴) اس پر عبارت 15 سطروں پر مشتمل ہے مگر کوئی سطر اڑھائی سم ہے تو کوئی ساڑھے اکیس سم-

(۵) عبارت کے نیچے گول مہر ہے جس کا قطر تین سم ہے-

(٦) جھلی کے نچلے حصے نے پانی کا مار کھایا ہے- جس کے باعث بعض جگہ الفاظ مٹ گئے ہیں اور بعض جگہ مدھم ہو گئے ہیں- مہر کی عبارت مٹ گئی ہے۔

(۷)اس جھلی کو کسی نے پھاڑنے کی کوشش کی ہے چنانچہ وہ تیسری سطر سے دائیں طرف سے وسط تک چری گئی ہے- پھر طولا دسویں سطر تک پھٹی ہے-[16]

خط پر کسریٰ (شاہ ایران) کا ردِ عمل اور بازان (گورنر یمن) کا قبول اسلام:

جب کسریٰ کے سامنے خط پڑھا گیا اور یہ سنا کہ محمد علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنا نام بادشاہ کے نام سے پہلے لکھا ہے، تو وہ سخت غضبناک ہوا۔

اس نے گستاخی کرتے ہوئے خط کو پھاڑ ڈالا۔ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو جب اس گستاخی کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا: "کسری کا ملک ٹکڑے ٹکڑے اور پارہ پارہ ہو گیا"۔

انتقامی کاروائی:

کسریٰ نے اپنے گورنر باذان (یمن کا گورنر) کو حکم دیا کہ محمد (علیہ الصلوۃ والسلام) کو گرفتار کر کے میرے دربار میں بھیجا جائے۔

باذان نے مدینہ میں اپنے دو نمائندے بھیجے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ان سے نہایت وقار سے بات کی اور فرمایا: "کہ کل آنا"، اگلے روز یہ دونوں شخص حاضر خدمت ہوئے۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: "آج شب میں فلاں وقت اللہ تعالی نے کسری پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر کے قتل کیا، تم اپنے بادشاہ کو جا کر خبر دو کہ میرے رب نے اسے قتل کر دیا ہے"۔

پیشگوئی کی صداقت:

جب وہ واپس یمن پہنچے، خبر ملی کہ کسریٰ کے بیٹے شیرویہ نے باپ کو قتل کر کے تخت سنبھال لیا ہے۔

اس پر گورنر باذان نے مع خاندان، رفقاء و احباب نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی نبوت کو تسلیم کر لیا اور اسلام قبول کر لیا اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو اپنے اسلام سے مطلع فرمایا اسی طرح یمن میں اسلام پھیل گیا۔[17]

(3)نامہ مبارک بنام مقوقس (شاہ قبط مصر):

ڈاکٹر حمید اللہ اس تاریخی خط کی دریافت کا پس منظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ موسیو بارتل می نامی ایک مستشرق اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ کافی عرصے سے مصر کی قدیم زبانوں پر تحقیق کر رہا تھا، خصوصاً وہ قبطی زبان کے قدیم مخطوطات کی تلاش میں تھا جو زیادہ تر گوشہ نشین راہبوں کے پاس محفوظ تھے اور ابتدائی ادوار کی اہم یادگاروں پر مشتمل تھے۔ اسی جستجو کے دوران ایک دن سخت تھکن کے عالم میں وہ اخمیم کے قریب ایک قدیم

راہب خانے پہنچے۔ وہاں انہیں ایک عربی مخطوطہ ملا جو بظاہر بہت سادہ دکھائی دیتا تھا۔ اس کی جلد سے اندازہ ہوتا تھا کہ یہ اصل میں کسی بڑی کتاب کے لیے تیار کی گئی تھی، مگر کناروں سے کافی خراب ہو چکی تھی اور اس کے اندر سے قبطی حروف جھانک رہے تھے۔

موسیو بارتل می نے اس مخطوطے کے ابتدائی ورق کو الگ کرنے کی کوشش کی، جو کئی لکھے ہوئے صفحات کے گرد لپٹا ہوا تھا۔ جب انہوں نے اسے نہایت احتیاط سے کھولا تو اندر سے تقریباً دس صفحات برآمد ہوئے، جن پر قبطی زبان کے قدیم رسم الخط میں انجیل لکھی ہوئی تھی۔ یہ صفحات موٹے کاغذ میں لپیٹے گئے تھے اور انہیں آپس میں جوڑ کر درمیان سے سیاہ چمڑے کے ایک ٹکڑے کے ذریعے باندھا گیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے دونوں طرف سے ان قبطی صفحات کو آہستہ آہستہ جدا کیا جو کتاب کے اندرونی حصے کا حصہ تھے۔

اسی دوران انہیں ان صفحات کے بیچ ایک کھال یا جھلی کا ٹکڑا نظر آیا جو دونوں طرف سے چپکا ہوا تھا اور جسے کیڑوں نے دو جگہ سے نقصان پہنچایا تھا۔ اس ٹکڑے پر کچھ عربی حروف دکھائی دیے۔ بہت کوشش کے بعد موسیو بارتل می لفظ "محمد" پڑھنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس دریافت کے بعد انہیں یقین ہو گیا کہ یہ دستاویز غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے پوری احتیاط کے ساتھ اس کھال کو مکمل طور پر الگ کرنے کی کوشش کی، جس کے لیے اسے بھگونا اور نم کرنا ضروری ہو گیا۔ اس عمل کے دوران چند الفاظ جو پہلے ہی مٹ چکے تھے، بالکل غائب ہو گئے۔

چند دن بعد موسیو بارتل می نے یہ خط سلطان عبد المجید خان اول کو تین سو اشرفیوں کے عوض فروخت کر دیا۔ یوں یہ مبارک خط تبرکاتِ نبوی ﷺ کے ساتھ مصر کے شاہی خزانے میں شامل ہو گیا، اور آج یہ نامۂ مبارک عجائب خانہ توپ قاپی سرائے میں محفوظ ہے۔ 1966ء میں اس کو عجائب خانہ میں کھول کر رکھ دیا گیا کہ ہر کوئی اس خط کو دیکھ سکتا ہے[18]

سید محبوب رضوی اس مکتوب کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ آٹھویں صدی ہجری کے ممتاز عالم، شیخ ابو عبد اللہ محمد بن علی بن احمد مقدسی نے **مصباح المغنی** کے نام سے خطوطِ نبویؐ کو یکجا کیا تھا۔ وہ ابتدائی دور کے ایک معروف مؤرخ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ مقوقس کے نام بھیجا جانے والا یہ نبوی خط حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے ہاتھ سے تحریر کیا تھا۔ یوں یہ ایک غیر معمولی سعادت کی بات ہے کہ ہمیں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دستِ مبارک سے لکھی ہوئی یہ تحریر آج تک محفوظ حالت میں مل گئی ہے۔۔"[19]

" بسم الله الرحمن الرحيم من محمد ابن عبد الله ورسوله الى المقوقس عظيم القبط سلام على من التبع الهدى اما بعدفانى ادعوک بدعاية السلام اسلم تسلم يوتک الله اجرک مرتين فان توليت فعليک اثم القبط يا اهل الكتاب تعالوا الى كلمة سواءبيننا وبينكم ان لا نعبدالاالله ولا نشرک به شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوافقولوااشهدوا بانا مسلمون"

ترجمہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم -اللہ کے رسول محمد (علیہ الصلوۃ والسلام) کی طرف سے قبط کے عظیم مقوقس کی جانب، سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے- امابعد میں تمہیں اسلام کے کلمہ کی دعوت دیتا ہوں- اسلام لے آؤ سلامت رہو گے اور اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا- پھر اگر تو نے روگردانی کی تو تجھ پر تمام قبط (کے اسلام نہ لانے) کا گناہ ہو گا- اے اہل کتاب تم ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرائیں اور اللہ کے سوا آپس میں ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں پھر اگر وہ رُوگردانی کریں تو آپ کہہ دیجیے کہ تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں"۔

خط پر مقوقس کا ردِ عمل:

ادب واحترام:

مقوقس نے خط کو نہایت ادب واحترام سے سنا اور محفوظ کر لیا۔ اس نے حاتم بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسنِ سلوک کیا۔

اسلام قبول نہ کرنا:

مقوقس نے اسلام کو ظاہری طور پر قبول نہیں کیا، مگر نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی تعظیم اور سچائی کو تسلیم کیا۔

اور کہا: "میں جانتا ہوں کہ ایک نبی آنے والا ہے، مگر میں قریشیوں کے نبی سے خوفزدہ ہوں (کہ میرا اقتدار نہ چلا جائے)۔

تحائف بھیجنا:

مقوقس نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں تحائف بھیجے:

دو لونڈیاں: ماریہ قبطیہ اور سیرین،

سفید خچر: دُلدُل

ایک طبیب، کچھ کپڑے، خوشبو، شہد وغیرہ

ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا بعد میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی زوجہ بنیں، اور ان سے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

مقوقس نے ایک جوابی خط بھی لکھا، جس میں کہا: "میں تمہارے نبی کو حق پر سمجھتا ہوں، مگر میں قیصر کے ڈر سے خاموش ہوں"۔[20]

(4) نامہ مبارک بنام ہرقل (قیصر روم):

حضور اکرم (علیہ الصلوۃ والسلام) کا وہ مکتوب مبارک جو آپ (علیہ الصلوۃ والسلام) نے روم کے شہنشاہ ہرقل کے نام ارسال فرمایا تھا وہ یہ تاریخی دستاویز سن 1976ء میں منظرِ عام پر آئی۔ اسلامی تاریخ کے اس بیش قیمت ورثے کو متحدہ عرب امارات کے بانی و سربراہ، شیخ زاید بن سلطان النہیانؒ نے خطیر رقم ادا کر کے لندن سے اپنے ملک منتقل کروایا۔ اس سے قبل انہوں نے اس مکتوبِ مبارک کی اصل حیثیت جانچنے کے لیے دنیا کے مختلف ممالک کے ماہرین سے تفصیلی تحقیق کروائی۔ مکمل تحقیق اور باریک جانچ پڑتال کے بعد جب ماہرین نے اس کی صحت اور مستند ہونے کی تصدیق کر دی، تب شیخ زایدؒ نے اسے بھاری قیمت کے عوض حاصل کر کے اسلامی تاریخ کے اس عظیم ورثے کو محفوظ کر لیا۔ (محمد یونس، رسول اللہ (علیہ الصلوۃ والسلام) کا سفارتی نظام، ص:376)

تاریخی روایات کے مطابق رسولِ اکرم ﷺ کا یہ مکتوب اردن کی ہاشمی سلطنت کے بانی اور سابق فرمانروا شاہ حسین کے دادا، شاہ عبداللہ کے پاس موجود تھا۔ بعد ازاں شاہ عبداللہ نے یہ خط اپنی آخری اہلیہ ملکہ نجدہ کو حقِ مہر کے طور پر عطا کیا۔ تقریباً تین سال قبل ملکہ نجدہ نے عمان چھوڑ کر بھارت منتقل ہونے کا فیصلہ کیا اور اس تاریخی دستاویز کو سوئٹزرلینڈ کے ایک بینک میں محفوظ کرا دیا۔ اس خط کی اصل حیثیت کی تصدیق برٹش میوزیم کے ماہرین نے کی ہے، اور اس کے قدیم اور مستند ہونے کا ثبوت وہ مخصوص کھال بھی ہے جس پر یہ تحریر کیا گیا تھا۔[21]

"بسم الله الرحمن الرحيم-من محمدابن عبد الله و رسوله الى هرقل عظيم الروم سلام على من اتبع الهدى-اما بعد فانى ادعوک بدعاية السلام اسلم تسلم يوتک الله اجرک مرتين فان توليت فعليک اثم الاريسين ويا اهل الكتاب تعالوا الى كلمة سواءبيننا وبينكم ان لا نعبد الا الله ولا نشرک به شيئا ولا يتخذ بعضنابعضا اربابا من دون الله فان تولوافقولوااشهدوا بانا مسلمون"۔

"ترجمہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم-اللہ کے رسول محمد (علیہ الصلوۃ والسلام) کی طرف سے روم کے عظیم ہرقل کی جانب، سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے-امابعد میں تمہیں اسلام کے کلمہ کی دعوت دیتا ہوں-اسلام لے آؤ سلامت رہو گے اور اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا-پھر اگر تو نے روگردانی کی تو تیری تمام جاہل رعایا (کے اسلام

نہ لانے) کا گناہ بھی تجھ پر ہو گا اور اے اہل کتاب تم ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرائیں اور اللہ کے سوا آپس میں ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں پھر اگر وہ روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجیے کہ تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں"۔[22]

خط کا ہرقل پر اثر:

جب ہرقل کو نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا خط ملا تو نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی معلومات حاصل کرنے کے لیے ابوسفیان کو بلایا جو اس وقت قریش کے تجارتی قافلے کے ساتھ شام میں تھا۔ اس نے ابوسفیان سے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے اخلاق، دعوت، نسب، پیروکاروں اور دشمنوں سے متعلق تفصیلی سوالات کیے جس کا ابوسفیان نے باوجود مخالفت کی سچے جوابات دی۔

اس گفتگو کے بعد ہرقل نے کہا: "اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو وہ شخص ایک دن یہاں کا مالک ہو گا۔"[23]

اس نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو پہچاننے کی کوشش کی اور انجیل کی پیشگوئیوں سے اس کی تطبیق بھی کی۔

قبولِ اسلام کا رجحان:

بعض روایات کے مطابق ہرقل نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن سیاسی و عوامی دباؤ کی وجہ سے باز رہا، تاکہ قتل سے بچ جائے،

کیونکہ ہرقل نے ایک بار روم کے درباریوں کے سامنے اسلام قبول کرنے کی خواہش کا اظہار کیا، تو وہ سب لوگ مخالفت پر اُتر آئے۔

اس نے خوف کی وجہ سے ظاہری طور پر اسلام قبول نہ کیا، مگر دل میں اس کی صداقت کا قائل تھا۔[24]

(5) نامہ مبارک بنام منذر بن ساوی (حاکم بحرین):

بحرین کے ایرانی گورنر منذر بن ساوی کے نام مکتوب نبوی استنبول کے تبرکات میں محفوظ ہے اسے عثمانی خلیفہ سلطان عبدالمجید خان اول نے کسی فرانسیسی سیاح سے خریدا تھا- فرانسیسی سیاح نے 1885ء میں اسے ایک مصری راہب سے حاصل کیا تھا- یہ ایک باریک سیاہی مائل بھوری کھال پر مرقوم ہے-[25]

سید محبوب رضوی لکھتے ہیں: "اتفاق سے نامہ مبارک بنام مقوقس کی طرح اس کو ترکی کے سلطان عبدالمجید خان نے فرانسیسی سیاح کو ایک بڑی قیمت دے کر خرید لیا اور قسطنطنیہ میں دوسرے تبرکات نبوی (علیہ

الصلوۃ والسلام) کے ساتھ رکھوایا- منذر اور مقوقس کے نام خطوط کا انداز تحریر ایک دوسرے سے بڑی حد تک ملتا ہے اس لئے بہت ممکن ہے کہ یہ مکتوب بھی صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) ہی کے دست مبارک سے لکھا ہوا ہو-[26]

"بسم الله الرحمن الرحيم- من محمد رسو ل الله الى المنذر بن ساوى سلام عليک فانى احمد الله اليک الذى لا اله غيره واشهد ان لا اله الا الله و ان محمدا عبده و رسوله- اما بعد فانى اذكرک الله عزوجل فانه من ينصح فانما ينصح و انه من يطع رسلى و يتبع امرهم فقد اطاعنى و من نصح لهم فقد نصح لى و ان رسلى فقد انمو عليک خيرا و انى قد شفعتک فى قومک فاترک للمسلمين ما اسلموا عليه و عفوت من اهل الذنوب فاقبل منهم وانک مهما تصلح فلن نعزلک عن عملک ومن تام على يهودية او مجوسية فعليه جزية"۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم- اللہ کے رسول محمد (علیہ الصلوۃ والسلام) کی طرف سے منذر بن ساوی کے نام، سلام ہو تجھ پر میں تجھ سے اس خدا کی حمد بیان کرتا ہوں کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (علیہ الصلوۃ والسلام) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں- امابعد میں تجھے اللہ عزوجل کی یاد دلاتا ہوں جو نصیحت قبول کرتا ہے وہ اپنے فائدے کیلئے کرتا ہے اور جس نے میرے قاصدوں کی پیروی کی اور ان کی ہدایت پر عمل کیا تو اس نے بلاشبہ میری پیروی کی اور جس نے اس کی خیر خواہی کی اس نے گویا میری خیر خواہی کی اور میرے قاصدوں نے آکر تمہاری توصیف کی اور میں نے تمہاری قوم کے بارے میں تمہاری سفارش قبول کی پس وہ املاک مسلمانوں کے پاس چھوڑ دو جن پر وہ اسلام لانے کے وقت قابض تھے اور گناہوں سے درگزر کرتا ہوں- لہٰذا تم بھی ان سے (توبہ) قبول کر لو اور جب تک تم اصلاح احوال کرتے رہو گے تو ہم تمہیں ہرگز معزول نہیں کریں گے اور جو شخص یہودیت یا مجوسیت (آتش پرستی) پر قائم رہنا چاہے اس پر جزیہ ہے۔

خط کا منذر بن ساوی پر اثر:

اسلام قبول کرنا:

جب منذر بن ساوی کو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا خط ملا تو وہ بلا تاخیر اسلام لے آیا۔ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو جواب میں خط بھیجا، جس میں اپنی بیعت اور ایمان کا اظہار کیا۔ اور ساتھ ساتھ بحرین کے بہت سے عرب قبائل اور عام لوگ بھی اسلام لے آئے۔

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اسے اسلام پر ثابت قدم رہنے اور رعایا کے ساتھ عدل سے پیش آنے کی تلقین کی۔ اور حضرت علاء بن حضرمی (رضی اللہ عنہ) کو وہاں کا عامل (گورنر) مقرر فرمایا۔

(6)شاہ عمان کے نام نامہ مبارک، جیفر و عبد:

یہ خط 6-7 ہجری میں نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے عمان کے حکمرانوں جیفر و عبد بن جلندی کو ارسال فرمایا۔ سفیر اسلام حضرت عمرو بن العاصؓ اس خط کو لے کر گئے۔ سلطنت عمان ایک مضبوط بحری و تجارتی قوت تھی۔

یہ خط دین اسلام کی دعوت، سیاسی بصیرت اور سفارتی حکمت کا حسین امتزاج ہے۔ خط میں دعوت نہایت نرمی، خیر خواہی اور بر موقع تنبیہ کے انداز میں دی گئی۔

خط کا متن:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ إِلٰى جَيفَرَ وَعَبْدِ بْنَى الجُلَنْدٰى

سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى،أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أَدْعُوكُمَا بِدَعْوَةِ الْإِسْلَامِ، أَسْلِمَا تَسْلَمَا، فَإِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً، لِأُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا، وَيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِينَ،

فَإِنْ أَسْلَمْتُمَا، وَلَيْتُكُمَا، وَإِنْ أَبَيْتُمَا، فَإِنَّ مُلْكُكُمَا زَائِلٌ، وَخَيْلِي تَصِلُ إِلٰى سَاحَتِكُمَا، وَنُبُوَّتِي بَائِتَةٌ عَلَى كُلِّ مَنْ سَمِعَهَا۔

ترجمہ: اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان، رحم کرنے والا ہے محمد، اللہ کے رسول کی طرف سے جیفر اور عبد، فرزندانِ جلندی کے نام سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے اس کے بعد! میں تم دونوں کو اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ اسلام لے آؤ، سلامت رہو گے۔ بے شک میں اللہ کا رسول ہوں جو تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہے، تاکہ ہر زندہ شخص کو خبردار کر دوں اور کافروں پر اللہ کا فیصلہ قائم ہو جائے۔ اگر تم دونوں اسلام قبول کر لو، تو میں تمہیں تمہاری سلطنت پر بحال رکھوں گا۔

لیکن اگر انکار کیا تو تمہاری حکومت باقی نہ رہے گی، اور میرا لشکر تمہارے دروازے تک آ پہنچے گا، اور میری نبوت ہر اس شخص پر غالب ہو کر رہے گی جس نے اس کا نام سنا۔"

خط کا جَیفَر اور عبد پر اثر:

جب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ خط لے کر پہنچے، تو جَیفَر کو کچھ تحفظات تھے۔ اس نے پوچھا کہ: "اگر ہم اسلام قبول کریں تو ہمیں کیا ملے گا؟"

عمرو بن العاص نے مدلل جواب دیا: اور ساتھ ہی نبوت، قرآن، اور رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے کردار کو تفصیل سے بیان کیا۔

انہوں نے بتایا کہ: "اگر تم اسلام لاؤ گے تو اللہ تمہیں دنیا و آخرت کی عزت دے گا، اور تمہاری حکومت باقی رہے گی"۔

اسلام قبول کرنا:

جَیفَر اور عبد دونوں نے بالآخر اسلام قبول کر لیا۔ اور اپنی رعایا کو بھی اسلام کی دعوت دی، اور اس طرح عمان پر امن طور پر اسلامی ریاست کا حصہ بن گیا۔[27]

اس کے علاوہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے دیگر فرمانرواوں، حاکموں کی طرف اور بھی خطوط لکھ بھیجے۔ معاہدات لکھئے جن کا تذکرہ کتب حدیث، تاریخ و سیر اور کتب سیرت میں بالتفصیل موجود ہے۔

نتائج البحث:

یہ مقالہ رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے اُن تاریخی خطوط کا تحقیقی و علمی جائزہ پیش کرتا ہے جو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے مختلف بادشاہوں اور حکمرانوں کو دعوت اسلام کے لیے ارسال فرمائے۔ ان خطوط کا پس منظر صلح حدیبیہ کے بعد کا دور ہے جب اسلامی ریاست کو استحکام حاصل ہوا اور بین الاقوامی سطح پر دعوتِ اسلام کی راہیں کھلیں۔ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے نہ صرف عرب بلکہ روم،، حبشہ، فارس، مصر اور بحرین کے حکمرانوں تک اسلام کا پیغام پہنچایا۔

اس مقالہ سے درج ذیل نتائج اخذ کئے گئے ہیں:

1. نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے خطوط صرف رسمی سفارتی مراسلے نہ تھے بلکہ دین اسلام کی عالمی دعوت کا واضح اظہار تھے۔
2. نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے خطوط کا انداز حکمت، موعظت اور اخلاق پر مبنی تھا۔
3. چند بادشاہوں نے ان خطوط کو قدر کی نگاہ سے دیکھا، بعض نے مثبت جواب دیا، جس سے اسلام کا پر امن اور سنجیدہ پیغام اجاگر ہوا۔
4. ان خطوط نے اسلام کی سیاسی راہ ہموار کی۔
5. جن بادشاہوں نے انکار کیا یا سخت جواب دیا، رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کے ساتھ بھی تحمل اور اخلاق کا معاملہ کیا۔

حواشی

[1] الأنبیاء:107

[2] الاعراف:158

[3] کاندھلوی، ادریس؛ مولانا محمد ادریس کاندھلوی، سیرت المصطفیٰ ﷺ، کراچی: مکتبہ دارالاشاعت، ج2، ص409۔

[4] ابن سعد؛ محمد بن سعد البغدادی، الطبقات الکبریٰ، بیروت: دار صادر، ج2، حصہ 2، ص29۔

[5] بخاری؛ محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، بیروت: دار طوق النجاۃ، ج1، ص13۔

[6] طبری؛ محمد بن جریر الطبری، تاریخ الامم والملوک، بیروت: دار التراث، ج3، ص84۔

[7] دہلوی، عبدالحق؛ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوت، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ج2، ص294۔

[8] رضوی، محبوب؛ مولانا محبوب رضوی، مکتوبات نبوی ﷺ، پاکستان: طبع پاکستان، ص42۔

[9] رضوی، محبوب؛ مولانا محبوب رضوی، مکتوبات نبوی ﷺ، پاکستان: طبع پاکستان، ص305۔

[10] ابن کثیر؛ اسماعیل بن عمر ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ج4، ص262۔

[11] حمید اللہ، محمد؛ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، لاہور: ادارہ اسلامیات، ص401۔

[12] یونس، محمد؛ محمد یونس، رسول اللہ ﷺ کا سفارتی نظام، لاہور: اسلامی کتب خانہ، ص392۔

[13] بخاری؛ محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، بیروت: دار طوق النجاۃ، حدیث 3877۔

[14] یونس، محمد؛ محمد یونس، رسول اللہ ﷺ کا سفارتی نظام، لاہور: اسلامی کتب خانہ، ص415۔

[15] حمید اللہ، محمد؛ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، لاہور: ادارہ اسلامیات، ص244۔

[16] حمید اللہ، محمد؛ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، لاہور: ادارہ اسلامیات، ص244۔

[17] کاندھلوی، ادریس؛ مولانا محمد ادریس کاندھلوی، سیرت المصطفیٰ ﷺ، کراچی: مکتبہ دارالاشاعت، ج2، ص310۔

[18] حمید اللہ، محمد؛ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، لاہور: ادارہ اسلامیات، ص152–153۔

[19] رضوی، محبوب؛ مولانا محبوب رضوی، مکتوبات نبوی ﷺ، پاکستان: طبع پاکستان، ص141۔

[20] کاندھلوی، ادریس؛ مولانا محمد ادریس کاندھلوی، سیرت المصطفیٰ ﷺ، کراچی: مکتبہ دارالاشاعت، ج2، ص310۔

[21] یونس، محمد؛ محمد یونس، رسول اللہ ﷺ کا سفارتی نظام، لاہور: اسلامی کتب خانہ، ص377–378۔

[22] حمید اللہ، محمد؛ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، لاہور: ادارہ اسلامیات، ص190۔

[23] بخاری؛ محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، بیروت: دار طوق النجاۃ، حدیث 7۔

[24] کاندھلوی، ادریس؛ مولانا محمد ادریس کاندھلوی، سیرت المصطفیٰ ﷺ، کراچی: مکتبہ دارالاشاعت، ج2، ص300۔

[25] ریاض، محمد؛ محمد ریاض، حضرت رسالت مآب ﷺ کے مکاتیب، لاہور: مکتبہ اسلامی، ص119۔

[26] رضوی، محبوب؛ مولانا محبوب رضوی، مکتوبات نبوی ﷺ، پاکستان: طبع پاکستان، ص164۔

[27] کاندھلوی، ادریس؛ مولانا محمد ادریس کاندھلوی، سیرت المصطفیٰ ﷺ، کراچی: مکتبہ دارالاشاعت، ج2، ص315–316۔

مصادر و مراجع

1. قرآنِ مجید۔
2. البخاری، محمد بن اسماعیل۔ الجامع الصحیح۔ بیروت: دار ابن کثیر، 2002ء۔
3. ابن سعد، محمد بن سعد۔ الطبقات الکبریٰ۔ بیروت: دار صادر، 1968ء۔
4. الطبری، محمد بن جریر۔ تاریخ الامم والملوک۔ بیروت: دار التراث، 1967ء۔
5. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر۔ البدایہ والنہایہ۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1985ء۔
6. دہلوی، عبد الحق محدث۔ مدارج النبوت۔ لاہور: مکتبہ نبویہ، 2001ء۔
7. کاندھلوی، ادریس۔ سیرت المصطفیٰ ﷺ۔ کراچی: ادارۃ القرآن، 2003ء۔
8. رضوی، محبوب۔ مکتوباتِ نبویہ ﷺ۔ لاہور: مکتبہ رضویہ، 1999ء۔
9. حمید اللہ، محمد۔ رسولِ اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی۔ لاہور: ادارۂ اسلامیات، 1987ء۔
10. یونس، محمد۔ رسول اللہ ﷺ کا سفارتی نظام۔ لاہور: مکتبہ دانشگاہ، 1994ء۔
11. ریاض، محمد۔ حضرت رسالت مآب ﷺ کے مکاتیب۔ لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2005ء۔